فروغ فرخزاد ؛ زندگی نامہ ادبی ہمراہ نامہ ہای چاپ نشده‘‘

ڈاکٹر انجم طاہرہ / نوشین صفدر

ABSTRACT:

Farogh Farrukh Zad(1934-1966) A famous , influential poet and femininst of Iran.
She was among the poets who took revolutionary measures to establish new perspective in Persian poetry. She developed a bold image of women in Persian poetry. Her poetry was criticised and appreciated at the same time by Iranians. The most famous books, articles, seminars has been arranged about Frogh Farrukh Zad. The latest research has been done by Farzaneh Milani , an Associate Professor of Persian Works and Women,s Studies at the University of Virjinia. Her research is titled : Farogh : The life history and her unprinted letters. This write up covers the life history and saliant features of Farogh,s poetry.

Key Words: Frogh Farrukh Zad ; young faminist poet; poet of love , nature and romance.

فروغ فرخ زاد:حال دل گداز (1934-1966):

فروغ فرخزاد ایرانی نسائی ادب (۱) میں شامل ہونے والی پہلی اور منفرد آواز ، ایک حساس دل کی مالک، بیک وقت طلب و اطمینان اور حسرت و اضطراب کی تصویر ہے ۔ چھوٹے چھوٹے دکھوں کو دل کی سیج پر رکھ کر ان کا ماتم کرتی ایک ایسی شہزادی جس کے جسم پر درد اور بے وفائی کی بہت سی سوئیاں چبھو دی گئی ہوں اور وہ نجات کے لئے کسی شہزادے کی منتظر ہو ۔ اس کی شاعری میں تشنگی اور سیرابی کی کیفیت یکساں عروج پر ہے ۔ تشنگی ایسی گویا کسی کو لذت دیدار سے سیراب ہونے سے پہلے ہی ہجر کی صلیب چڑھا دیا ہو۔ہیجان انگیز ارمان دل میں لئے وہ انتظار کی کیفیت کو خوب بیان کرتی دکھائی دیتی ہے ۔

فروغ فرخزاد ۱۳۱۳ ھ ش / ۱۹۳۴ء کو تہران میں پیدا ہوئیں ۔ سرہنگ محمد فرخزاد کی بیٹی تھیں جن کا تعلق فوج سے تھا ۔والد مطالعہ کے اتنے شوقین تھے کہ پورے گھر کو لائبریری بنایا ہوا تھا (دیوان ، مرتبہ : سعید قانعی ،ص ۱۰)۔ فروغ کی والدہ توران وزیری تبار انتہائی سادہ لوح خاتون تھیں جبکہ والد نہایت سخت گیر تھے ۔ چار بھائی فریدون فرخزاد، امیر فرخزاد، مسعود فرخزاد،مہرداد

فرخزاد اور دو بہنیں پوران فرخزاد اور گلوریا فرخزادتھیں ۔ یہ خاندان داستانی ادب ، تنقید، ترجمہ ، تحقیق اور شاعری میں نمایاں شہرت کا حامل ہے ۔ تمام بہن بھائیوں میں سے فریدون، پوران اور فروغ فر خ زاد کا ادب، شعر ، ابلاغ عامہ پر بہت نمایاں حصہ رہا ہے ۔ فریدون (۱۳۱۷۔۱۳۷۱ھ ش /۱۹۳۸۔۱۹۹۲ء) ایک شاعر ، گلوکار، ریڈیو اور ٹی وی اداکار ، فنکاراور فعال اور سرگرم سیاسی کارکن تھا ۔ اس نے جرمن شاعری میں اپنی کتاب '' فصل دیگر '' پر ایوارڈ حاصل کیا ۔ مگر ایرانی حکومت کے چند سیاسی عمائدین نے ان کو مخالفین امام خمینی کا نام دے کر سیاست کی بھینٹ چڑھادیا ۔ اس کی آخری آرامگاہ وِین (Wein) میں ہے ۔

فروغ نے ابتدائی تعلیم مقامی مدرسے سے حاصل کی ۔ ابھی ساتویں کلاس میں تھی کہ ۱۳۲۹ ھ ش / ۱۹۵۰ء میں نہایت سادگی سے پرویز شاپور سے شادی ہو گئی ۔

فروغ کی ازدواجی زندگی نہایت پریشان حال تھی ۔ ان کے درمیان کوئی قلبی موانست نہ تھی نہ ہی وہ ایک دوسرے کے ساتھ ذہنی و روحانی ہم آہنگی رکھتے تھے ۔ یہ ذہنی خلفشار فروغ کی شاعری میں نمایاں طور پر جھلکتا ہے یوں معلوم ہوتا ہے گویا کوئی پرندہ اپنے کٹے ہوئے پروں کو دیکھ کر پرواز کی آس توڑ بیٹھا ہے اور پنجرہ میں ہراساں بیٹھا ہے:

گفتم قفس ، ولی چہ بگویم کہ پیش ازاین (اسیر ، بازگشت (

پرویز عمر میں فروغ سے پندرہ برس بڑے تھے ۔ یہ شادی زیادہ عرصے برقرار نہ رہ سکی اور محض دوہی سال کے بعد ان کے درمیان علیحدگی ہو گئی ۔ اگرچہ اس نے اپنی مرضی سے طلاق لی مگر اپنے فیصلے پر وہ بعد میں پشیمان بھی دکھائی دیتی ہے۔ فروغ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام کامیار تھا ۔ اس کو شاپور نے علیحدگی کے بعد اپنے ساتھ رکھا ۔

پرویز شاپور سے علیحدگی کے بعد فروغ نے یورپ کا سفر اختیار کیا ۔ وہاں تھیٹر ، اوپرا اور عجائب گھر کی سیر و سیاحت میں اس نے وقت گذارا ۔ وہاں کے تمدّن اور معاشرت نے اس کی تخلیقی صلاحیتوں کو مزید نکھارا اور فکر و سوچ میں بھی تغیر و انقلاب پیدا ہوا ۔ اس دوران اس نے فرانسیسی ، اطالوی اور جرمن زبان بھی سیکھی ۔ اس کی شاعری میں وسعت اور جدت اظہار پیدا ہوا۔ واپسی پر اس نے فلم بنانے میں اپنی مہارت کا اظہار کیا ۔ وہ ایک عظیم شاعرہ کے ساتھ ساتھ ایک تجربہ کار فیلم ساز ،اور ہدایت کاربھی تھی اس نے ایک فلم ''خانہ سیاہ است '' کی تکمیل کے تمام مراحل میں بھرپور حصہ لیا ۔

فروغ کا جینا تو تلخ تھا ہی ، مرنا اور بھی غم انگیز ہو گیا ۔ عین عالم جوانی میں نقارہ کوس بج گیا ۔وہ ۲۴ بہمن ۱۳۴۵ھ ش بمطابق ۱۳ فروری ۱۹۶۷ء ایک ٹریفک حادثے میں بتیس سال کی عمر میں وفات پا گئی ۔

فروغ فرخزاد کی تخلیقات شعری بالترتیب اس طرح سے ہیں :

اسیر) قیدی)	۱۳۳۱ھ ش / ۱۹۵۲ء
دیوار (دیوار)	۱۳۳۵ ھ ش /۱۹۵۷ء
عصیان)باغی)	۱۳۳۶ھ ش /۱۹۵۸ء

تولدی دیگر   (تخلیق نو)   ۱۳۴۱ھ ش /۱۹۶۳ء

ایمان بیاوریم بہ آغاز فصل سرد (ہمیں سرد موسموں کی ابتدا پر یقین کرنے دو)   ۱۳۴۲ھ ش /۱۹۶۴ء

برگزیدہ اشعار

گزینہ اشعار   ۱۳۶۴ھ ش /۱۹۸۶ء

فروغ نے اپنی زندگی میں بے شمار خطوط لکھے جن میں سے تقریباً ۸۰ خطوط کا مجموعہ ” اولین تپش ھای عاشقانہ قلبم “ کے عنوان سے چھپ چکا ہے ۔ فرزانہ میلانی ایک یورپین مگر ایرانی نژاد محقق نے تیس کے قریب خطوط فروغ پر لکھی گئی اپنی کتاب میں حال ہی میں شائع کئے ہیں ۔

جدید ساختیاتی فارسی کی منفرد اور اولین نظم ایمان بیاوریم بہ آغاز فصل سرد [ہمیں سرد موسموں کی ابتدا پر یقین کرنے دو] کا سہرا د راصل معاصر شعر فارسی میں فرو غ ہی کے سر جاتا ہے ۔اس مجموعہ کے بعد فروغ کا شمار ایران کے بڑے اور عظیم شعرا میں ہونے لگا۔

شاعری:

فروغ ، شاعری اور زندگی ایک دوسرے کے لئے ناگزیر تھے ۔ فروغ نے تقریباً سات سال کی عمر میں ہی شعر سے آشنائی و انسیت کا رشتہ استوار کر لیا اور اٹھارہ سال کی عمر میں ہی اپنا پہلا مجموعہ شعر شائع کیا ۔ اس کی شاعری کے پہلے تین مجموعے ایک نوجوان ، البیلی اورنٹ کھٹ حسینہ کے دل کی محبت بھری آواز ہیں ۔کچے خواب دیکھنے کی اس عمر میں وہ اپنے احساسات و جذبات کا بر ملا اظہار کرتی دکھائی دیتی ہے ۔ یہ خواہشیں کبھی بر آئیں اور کبھی نامراد ہونے کی صورت میں بھی اس نے سسکیوں کو روکنے کی کوشش نہ کی۔آغاز میں اس کی زندگی کا سرمایہ لذت جسمانی اور خواہش ظاہری پر مشتمل تھا ۔ ان من چلی خواہشات کا برملا اظہار ایرانی معاشرے کی روایات سے بغاوت کا اعلان تھا جس کا خمیازہ اسے ادیبوں کی تنقید کی صورت میں جھیلنا پڑا ۔ آغاز میں اس کو ناکامی ، مایوسی اور اندوہ کا سامنا کرنا پڑا اور اس کی خانگی زندگی بری طرح متاثر ہوئی ۔

فروغ کے ارمان پر ہیجان اور مضطرب تھے جو ا یرانی رکھ رکھاؤ اور رسم و رواج کے لئے قابل قبول نہ تھے اس لئے اس کو سراہا تو بہت گیا اور شاعرانہ حیثیت کو بھی تسلیم کیا گیا مگر اس کی شاعری میں لفظوں اور جذبوں کی عریانی کی مذمّت کی گئی حالانکہ اس نے فطری جنسی خواہشات کا بلند بانگ اظہار کیا ۔ عصمت چغتائی کی طرح وہ نوجوانوں کی مقبول شاعرہ بن گئی لیکن پروین شاکر سا نصیب لے کر اس جہاں سے رخصت ہوگئی ۔

فروغ ایسی بے مثال شاعرہ ہیں جو بے ساختگی ، سادگی اور عشقیہ واردات کے بیان میں منفرد حیثیت کی حامل ہیں ۔ ایران میں نیما یوشیج کے سبک کی پیروی میں انہوں نے انفرادی اور اجتماعی احساسات کا خوبصورتی سے نہایت دلنشین اور اچھوتے انداز میں استعمال کیا ہے ۔ اس کے علاوہ اس کے اشعار میں موسیقیت فطری ہے جو کم ہی کسی شاعر کو نصیب ہوتی ہے:

**

تصویر کشی ، تازہ مضامین اور تخلیق معانی میں اس کی شاعری کسی طور بڑے شعرا سے کم نہیں لیکن فروغ کے اشعار میں الفاظ و تراکیب کا دامن ہمیں تنگ دکھائی دیتا ہے ۔ اس کے تمام مجموعہ ہائے شعر میں جو الفاظ نمایاں ہیں یا جن سے اس کے حساس اور سوز بھرے دل کا حال معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہیں :

''شب ؛ دل و قلب ؛ عشق؛ گور؛ مرگ؛ بوسہ ؛ گناہ ؛ امید ؛ آغوش ...'' یہ اس کے محبوب اور پسندیدہ کلمات ہیں یہ تمام الفاظ اپنے اندر معنی کا ایک سمندر سمیٹے ہوئے ہیں ۔فروغ کے پہلے تین مجموعہ شعر اپنے اندر ہیجانی جذبات سمیٹے ہوئے ہیں لیکن اس کے بعد کے شائع ہونے والے مجموعے اجتماعی مسائل کا بھی احاطہ کرتے ہیں ۔ خورشید، درخت اور آفتاب اس کے ہاں زندگی کی علامت ہیں ۔ آخری دو مجموعوں میں لفظ پنجروں نسبتاً بہت کثرت سے استعمال ہوا ہے ۔کلمہ '' پرندہ '' روح ، فرشتہ یا کسی ماورائی مدد کا نام ہے ۔ لفظ '' کبوتر '' روح اور روحانی قوتوں کا نام ہے ۔ اور '' کوچہ'' دراصل بچپن کی حسین یادوں کا سفر ہے ۔

فروغ اپنے چاہنے والوں کے سامنے اپنے دو روپ لے کر آتی ہے ایک روپ اس کے پہلے تین مجموعہ کلام اسیر ، دیوار ، اور عصیان (۱۳۳۲ھ ۔ تا سال ۱۳۳۹ھ ش) کی صورت میں ہمیں دکھائی دیتا ہے ۔ جس میں وہ ایک شوخ الہڑ بے باک حسینہ کے روپ میں دکھائی دیتی ہیں ۔ یہ روپ بھی نسائیت کا حسین رنگ ہے ۔ جس میں محبت کا متلاطم سمندر دکھائی دیتا ہے فروغ کا دوسرا روپ ہمیں اس کے مجموعہ اشعار ''تولّدی دیگر '' او ر '' ایمان بیاوریم ''میں دکھائی دیتا ہے ۔ '' تولدی دیگر ''صرف شاعری کی پیدائش اور تخلیق نو نہیں بلکہ اس کی اپنی بھی یکسر مختلف پہچان ہے ۔ اس میں کلمات و الفاظ کا انتخاب بھی پختگی کی طرف دکھائی دیتا ہے ۔ یہ آخری دو مجموعے ۱۳۳۹ تا ۱۳۴۵ ھ ش کے درمیان لکھے گئے ۔

وہ بچپن کے سنہرے دن یاد کرتی آنکھیں اس طرح زور سے بند کر لیتی ہے کہیں کوئی ان سہانے دنوں کی میٹھی یاد اس سے چھین نہ لے ، گڑیوں سے کھیلنا ، گلی کوچے کے بے معنی چکر لگانا،پہروں تتلیوں کے پیچھے بھاگنا ، جنس اور عمر کی تمیز کئے بغیر سب سے کھیلتے یہ معصوم دن اس کا قیمتی سرمایہ تھے ۔وہ خود بعد میں بتاتی ہے کہ اس وقت میری عمر پانچ سال تھی مگر مجھے ابھی تک اپنا وہی پرانا محلہ اور گلی کوچے سب یاد ہیں ۔ (مجموعہ اشعار فروغ فرخزاد ، مرتبہ: سعید قانعی ، ص ۶ (

**

فروغ تنہائی پسند خاتون تھی ۔ ۱۷ جون ۲۰۱۷ء کو اپنے دوست ابراہیم گلستان کو لکھے گئے ایک خط میں فروغ اپنی تنہائی پسند طبیعت کے بارے میں لکھتی ہے ۔:

''نمی دانم چرا تحمل جمیعت را ندارم ۔ چراا تحمل زندگی فامیلی را ندارم ۔ من آن قدر بہ تنہائی خودم عادت کردہ ام کہ در ہر حالت دیگی خودم را بلا فاصلہ تحت فشار و مظلوم حس می کنم ۔(نامعلوم میں کیوں ہجوم سے اچاٹ ہو گئی ہوں ۔ گھریلو زندگی بھی مجھے ناپسند ہے ۔ تنہائی کی عادت مجھے اس قدر زیادہ ہو گئی ہے کہ دوسری کوئی بھی کیفیت میرے لئے ناقابل قبول ہے)۔'' (فروغ فرخزاد ؛

زندگی نامہ ادبی ...، نشر پرشین سیرکل ، تورنتو، کانادا، ۱۳۹۵ھ ش ، ص ۴۰۱؛ (khabgard.com
) ۲ (

جب وہ پرویز شاپور کے ساتھ رہتی تھی تب بھی تنہائی کا شکار تھی ۔ بیٹے کی پیدائش بھی ان کے درمیان حائل خلیج کو پُر نہ کر سکی ۔ سرد مہری کی فضا بڑھتی گئی ۔ وہ دونوں اپنی اپنی الگ دنیا بسائے بیٹھے تھے ۔ شاید تنہائی کا یہی احساس اس کی شاعری میں اضطراب بن کر ہمیں نظر آتا ہے ۔ پس اس کی ساری دوستی شاعری کے ساتھ وابستہ ہو گئی اور اس کا ذوق شعر اس کی پناہ بن گیا ۔ شاعری اس کی زندگی اور روح تھی ۔

یار من شعر و دلدار من شعر ...(اسیر ، در خانۂ متروک) یہ نظموں انہی خیلات کی عکاس ہیں ۔اسی بنا پر اس کی تمام تر دوستی اس کے قلم کے ساتھ وابستہ ہو کر رہ گئی جس کے سپرد وہ اپنے تمام قلبی تعلقات و احساسات کرتی ہے۔

**

اس کے اندر ایک ٹھکرائی ہوئی عورت کا کرب ہے جس کا شوہر اس سے محبت کی شادی کے باوجود اس کی وفا کی قدر نہ کر سکا ۔ رنج ۔ تلخی، حساسیت ، آرزو ، ہیجان اور رد کئے جانے کی تکلیف ایک چیخ کی صورت میں اس کی شاعری میں سنائی دیتی ہے ۔

جس نے مجھے نشاط و مستی عطا کی
او ر خوشی کی آس دلائی
وہ جہاں کہیں گیا اس نے یہی کہا:
’وہ تو ایک عام سی بے وقوف عورت تھی‘‘(ص ۷۷ (

کم عمری میں ہی مرد کے جتنے روپ وہ جان سکتی تھی ان کا اظہار اس نے اپنی شاعری میں کیا ہے :

میں متنفّر ہوں مرد کے اس روپ سے
بظاہر ہمدرد اور بے ریا
لیکن حقیقت میں
میرے دامن میں حقارت کے سینکڑوں پیوند لگاتے ہیں (دیوان ، ، طبع میلاد ، ص ۱۹(
وہ بجز ہوس اور کچھ نہیں کہتے
محض ظاہری چمک کے متلاشی ہیں
وہ جہاں بھی گئی اس کے کانوں میں یہی صدا دی گئی
کہ عورت کو محض عشرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے ۔
ایک اور جگہ وہ لکھتی ہے : (دیوان فروغ ، طبع میلاد ، ص ۷۹(
اے پاکیزہ دل والی عورت!
ابن آدم سے وفا کی تلاش ہرگز نہ کر
وہ تو وفا کا مفہوم ہی نہیں جانتا

اور عشق کا مطلب نہیں جانتا
اس پر رازِ عشق افشا نہ کر
**

فروغ اپنے گناہ کا احساس خوب رکھتی ہے اور ان کا اعتراف بھی برملا کرتی ہے:
میں نے لذت سے بھرپور گناہ کیا ہے
اس آغوش کی قربت میں جو گرم اور آتشیں تھی
ان بازوؤ ں میں جو گرم جوش اور فولادی تھے

لیکن جب خدائے بزرگ و برتر اور علام الغیوب کے سامنے سر جھکاتی ہے تو ندامت سے اس کا رواں رواں کانپ اٹھتا ہے اورجب گناہوں کا اعتراف کرتی ہے توگویا ایک نئی فروغ کا وجود تشکیل پانے کو مچلتا ہے :

آہ ! میرے مالک! میں تجھے کیسے بتاؤں
کہ میں اپنے بدن سے بیزار ہوں
ہر شب تیرے آستانہ جلا ل پر
کسی نئے بدن کی تلاش میں آتی ہوں
**

فروغ فرخزاد انفرادی احساسات و عواطف کے علاوہ ایران کے سماجی مسائل کو بھی اپنی شاعری کا جزو بنایا ہے اور عامیانہ اور سادہ زبان میں ایرانی معاشرے کے مسائل کو گہری نگاہ سے دیکھا ہے ۔نیما یوشیج کے بعد وہ پہلا چہرہ ہے جس نے جدت اور نو گرائی کی فضا شعر فارسی میں پیدا کی ۔ اس کی شاعری کے مجموعے بالترتیب فروغ کے شعور اور احساسات کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ اپنی ذات کی دنیا میں مست اور خوابوں میں گم رہنے والی فروغ معاشرے کے درد سے بھی غافل نہیں ہے:

کوئی پھولوں کی فکر میں نہیں ہے
کوئی مچھلیوں کے کرب سے آشنا ہے
کوئی بھی نہیں چاہتا
کہ گلستان کے اجڑنے کا احساس کرے ۔
باغ کا دل سورج کی تمازت سے مرجھا گیا ہے
اور اس کا دل آہستہ آہستہ
سبزے کی طراوت کے احساس سے عاری ہو رہا ہے
......
ہمارے گھر کا صحن ویران ہے
ہمارے گھر کا صحن انتظار میں ہے
ایک انجانے بادل کے برسنے کا (دیوان فروغ ، طبع میلاد ، ص ۳۶۷۔ ۳۶۹)

**

فروغ رنگوں سے باتیں کرتی ، خوابوں اور خیالوں کی دنیا میں مست عشق کی طراوت کو لمحہ بہ لمحہ شاعری کا روپ دیتی دکھائی دیتی ہے ۔وہ محراب عشق کی دہلیز پر ماتھا ٹکائے دعا کناں ہے ۔اس کی چند نظموں کے یہاں محض عنوان نقل کئے جاتے ہیں :

صد برگ... :

ص ۲۵ جو بادلوں کو مجھ سے چھپائے رکھتا تھا

رفاقتوں کا میری شریک

۶۷ جب سے پرواز کے شریک

۷۸ اور پھر جب دل بھر جائے تو...

۸۴ ن کم ہمت شہزادوں کے وعدوں پر بھروسہ کر کے

۹۴ اب تک تو شہر جاں

۱۳۱ ادرکنی۔خیمہ بے گناہی سے

ایران نے اس کے حق میں جفا کی ، شعرائے کلاسیک نے اس کی ہجو تک لکھ ڈاالی ۔اس کے اشعار کا ترجمہ ایران کے کسی بھی معاصر شاعر کی نسبت بہت زیادہ زبانوں میں ہوا ۔اس کے اشعار لافانی ہیں کیونکہ ان میں اس نے اپنے الوہی اور خالص جذبے سموئے ہیں جن کے اخلاص پر کوئی انگلی بھی نہیں اٹھا سکتا ۔ یہی وجہ ہے کہ اس پر آج بھی تحقیقی کام ہو رہے ہیں ۔ فرزانہ میلانی ایک مصنف، محقق اور استاد ہیں جو ورجینیا یونیورسٹی میں مطالعات زنان کے شعبے سے منسلک ہیں انہوں نے اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ فروغ فرخزاد کے احوال و آثار پر لکھا ہے اس کا عنوان :'' فروغ فرخزاد ؛ زندگی نامہ ادبی ہمراہ نامہ ہای چاپ نشدہ ''ہے ۔ اس تحقیق کی انوکھی اور خاص بات یہ ہے کہ اس میں انہوں نے دعوی کیا ہے کہ اس میں ۷۰ سے زائد ایسے افراد سے باقاعدہ انٹرویو لیا ہے جو فروغ کے دوست ،عزیز اور ہمسائے ہیں ۔اس کی یہ کاوش جو تیس سال میں مکمل ہوئی ، پچھلی ہر تحقیق کا گویا تتمہ ہے ۔ اس میں انہوں نے تیس غیر مطبوعہ خطوط بھی شامل کئے ہیں جو ابراہیم گلستان (۳) کو لکھے گئے تھے اور غالباً ان کی فراہمی میں بھی ابراہیم گلستان ہی کا تعاون شامل تھا ۔ اگرچہ ان خطوط کے شائع کرنے پر ان کو سوشل میڈیا اور فروغ کے خاندان کی طرف سے تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ فروغ کی سگی بہن پوران فرخزاد (۴)کو بھی ان خطوط کی اشاعت پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے ۔ اس کا کہنا ہے کہ عام لوگ بھی اپنی زندگی میں محبت کرتے ہیں ، شادی کرتے اور طلاق بھی لے لیتے ہیں یا بہت سارے اختلافات کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں ۔ میری بہن کی ذاتیات کو اس طرح اچھالنا نہیں چاہیے تھا ۔

فرزانہ نے پہلی بار ٹورنٹو میں ۱۲ نومبر ۲۰۱۶ کو اس کتاب کی رونمائی کے موقع پر سامعین کو بتایا کہ فروغ بیسویں صدی کی نمایاں شاعرات میں سے ہیں جس نے ادبیات فارسی میں نئے دریچے کھولے ۔ اس نے خالصتاً نسائی ذہن ، زبان ، جسم اور روح فارسی شاعری کو عطا کی اور عورت کے چہرے کو ہمیشہ کے لئے بدل دیا ۔ فروغ نے انتھک کوشش کے بعد اسیر ، دیوار، عصیان

شائع کیا اس کے بعد ابراہیم گلستان سے بھرپور عشق کیا اور اس کا اگلا مجموعہ شعر پختگی بیان کی عکاسی کرتا ہے ۔

فرزانہ میلانی نے ۲۴ فروری ۲۰۱۷ء کو اس کتاب کے اعزاز میں ہونے والی ایک تقریب کے موقع پر کہا فروغ اور اس کی شاعری پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ فروغ پہلی شاعرہ ہے جس نے شعری رسم و رواج اور فرسودہ روایات کی قدیم فصیلیں گرائی ہیں ۔ اور پہلی مرتبہ مرد کو شاعری میں بعنوان معشوق شامل کیا ہے ۔ اس عظیم شاعرہ نے اپنے لئے تنقید کے خطرات مول لئے، ایرانی اس کو برے ناموں سے یاد کرنے لگے ۔فروغ کی اچانک موت بھی ایرانی معاشرے پر ایک چوٹ ہے ۔ اس کا کلام لافانی اور ابدی حیثیت حاصل کر چکا ہے۔

نیما یوشیج کے بعد بلاشبہ تصویر کشی ، تازہ مضامین اور تخلیق معانی میں اس کی شاعری سب سے نمایاں ہے (تحول موضوع و معنی در شعر معاصر ، ص ۱۱۹) ۔

حواشی :

)۱(اس کی بہن پوران فرخزاد نے ایک انٹرویو کے دوران بتایا کہ فروغ سب سے پہلی شاعرہ ایران تھی جس نے ایک عورت کے جذبات ، احساسات اور خیالات کی صحیح عکاسی اپنی شاعری میں کی -(You tube Interview on) ۔ اس کے بقول فروغ آج ایران میں " شعر زن " کی علامت ہے۔ چونکہ والد صاحب نے بچپن ہی سے بیٹیوں پرکم توجہ دی اور بیٹوں پر زیادہ ۔ اسی لئے فروغ بچپن میں لڑکوں کے ساتھ کھیلتی ،کودتی پھاندتی جوان ہوئی ۔

)۲(پوران نے بتایا کہ فروغ کبھی خاموش ،گوشہ نشین اور کبھی شوخ ہو جاتی ۔ ہماری والدہ ایک مشرقی ، وفادار ، راضی برضا قسم کی خاتون تھیں ۔ گھر میں والد صاحب کا حکم چلتا تھا ۔ والد صاحب اور ہمارے درمیان اجنبیت اور بیگانگی کی فضا حائل رہتی تھی ۔ والدہ ہم سات بہن بھائیوں کی خاطر خاموشی سے یہ خلیج برداشت کر رہی تھی ۔

)۳(ابراہیم گلستان (۱۳۰۱۔۱۳۹۵ھ ش /) جو ایک ایرانی فیلمساز، ہدایت کار ، اخبار نویس ،فوٹو گرافر ، مصنف اور فروغ کا بہترین دوست تھا ۔ وہ پہلا ایرانی فیلم پروڈیوسر تھا جس کو ایرانی فلم " یک آتش " پر ۱۳۴۰ھ ش میں عالمی ایوارڈ سے نوازا گیا ۔اس کے فروغ سے نہایت گہرے مراسم تھے ۔اس کے ساتھ مل کر فروغ نے ایک فلم " خانہ سیاہ است " بنائی۔ ایک معروف امریکی خبرنگار سعید دھقانی نے فروغ فرخزاد کی پچاسویں برسی کے موقع پر ابراہیم گلستان سے ایک خصوصی انٹرویو لیا جس میں اس کے خیالات فروغ کے بارے میں دنیا کے سامنے پیش کئے ۔ اس سوال کے جواب میں " کہ آپ فروغ کی پچاسویں برسی کے موقع پر کیا کہنا چاہتے ہیں " ابراہیم نے جوب دیا " :

’’چیزی نیست کہ بگویم ۔ یک کسی بودہ با یک کس دیگری آشنا شدہ بعد ش ہم مردہ ، یک کسی ہم بودہ کہ با او آشنا شدہ و هنوز نمردہ ۔ ‘‘

)ترجمہ: میرے پاس کہنے کو کچھ بھی نہیں سوائے یہ کہ ایک شخص جو میرا دوست تھا ، ہمیشہ کے لئے چل بسا اور ایک اور شخص جس کا وہ دوست تھا وہ ابھی تک زندہ ہے ۔ (

)۴(پوران فرخزاد(۱۳۱۱۔ ۲۰۱۶/۱۳۹۵ء) جو خود ایک مترجم ، مصنف ، نقاد اور ایرانی محقق ہیں ان کی تصانیف میں خوشبختی در خوردن سیب های سرخ (مجموعہ شعر ۱۳۵۲ھ ش) ؛ مسیح مادر (۱۳۵۲ھ ش ، احمد شاملو کی شاعری میں وجود زن) ؛ زن از کتیبہ تا تاریخ ؛ دیداری در پاییز (۱۳۵۰ھ ش، مجموعہ شعر) وغیرہ ہیں ۔ پوران کے افسانے زیادہ تر سپید و سیاہ ، تہران مصور، بانوان وغیرہ میں مجلّات میں چھپے ہیں ۔ ’’ وہم سبز ‘‘ پوران فرخزاد کا پسندیدہ مجموعہ شعر ہے ۔ ان کی تالیف ’’ کسی کہ مثل ہیچ کس نیست‘‘ خاصی معروف ہے یہ دراصل فروغ کی ایک نظم کا عنوان ہے جس پر پوران نے تحقیقی مقالہ لکھا ہے ۔ اس میں پوران صراحت کے ساتھ یہ بیان کرتی ہے کہ یہ نظم فروغ نے حضرت امام زمان مہدی علیہ السلام کے بارے میں لکھی ہے یہ عنوان گویا ’’ لیس کمثلہ شی ‘‘ کی تفسیر بیان کرتی ہے ۔ (پوران فرخزاد، کسی کہ مثل او ...ویراستار: مسعود قاسم زادہ ، ناشر: نشر کاروان ، موسسہ فرهنگی انتشاراتی اندیشہ سازان ، تہران ، تعداد صفحات ۳۲۰، ۱۳۸۳ھ ش ؛www. scipost.ir/wiki/titles) ؛ www. bookcity.org.فروغ کے متعلق پوران کا کہنا ہے کہ وہ میری بہن نہیں بلکہ میری محبوب شاعر ہے ۔ پوران

مآخذ :

اسماعیل حاکمی ، ادبیات معاصر ، انتشارات اساطیر ایران، ۱۳۷۳ھ ش (ص۷۸ ۔ ۸۱ (

جعفر یاحقی،چون سبوی تشنہ (تاریخ ادبیات معاصر) ، تہران ، انتشارات جامی ، ۱۳۷۵ھ ش

سیروس شمیسا ، راہنمای ادبیات معاصر (شرح و تحلیل گزیدہ شعر نو فارسی)نشر میترا ، تہران ، ۱۳۸۳ھ ش

فروغ فرخزاد، دیوان فروغ فرخزاد، تہران ، میلاد، ۱۳۸۴ ھ ش

فروغ فرخزاد ، دیوان فروغ فرخزاد ، بہ کوشش، سعید قانعی، انتشارات بهزاد، ۱۳۷۷ھ ش

فروغ فرخزاد ، دیوان فروغ فرخزاد ،شعر زمان ما (۴) از محمد حقوقی ، موسسۂ انتشارات نگاہ ، تہران ، ۱۳۹۳ھ ش

فروغ فرخزاد ؛ زندگی نامہ ادبی ...، نشر پرشین سیرکل ، تورنتو، کانادا، ۱۳۹۵ھ ش

محمد ناصر، ڈاکٹر ، تحول موضوع و معنی در شعر معاصر ، نشر نشانہ با تعاون دبیر خانہ شورای گسترش زبان و ادبیات فارسی ، ۱۳۸۲ ھ ش

هما گل ، مقالہ تحقیقی برائے ایم اے فارسی ، عنوان : بررسی تطبیقی تشبیهات در شعر فروغ فرخزاد و پروین شاکر ، استاد راہنما : ڈاکٹر محمد صابر ، پنجاب یونیورسٹی ، اوریئنٹل کالج ،لاہور ، ۲۰۱۱ء

/....../